

بہر حال بزرگوں کو اپنی کسی حرکت سے کبھی ناراض نہیں کرنا چاہئے ورنہ ان بزرگوں کے قلب کا ادنیٰ سا غبار قہر الہی کی آندھی بن کر، تمہیں ہلاکت و بربادی کے غار میں گرا کر، نیست و نابود کر دے گا۔

خدا کا قہر ہے اُن کی نگاہ کی گردش
گرا جو اُن کی نظر سے سنبھل نہیں سکتا

﴿۱۹﴾ پانچ ہزار فرشتے میدانِ جنگ میں

جنگِ بدر کفر و اسلام کا مشہور ترین معرکہ ہے۔ ۱۲ رمضان ۲ھ میں مکہ اور مدینہ کے درمیان مقام ”بدر“ میں یہ جنگ ہوئی۔ اس لڑائی میں تعداد اور اسلحہ کے لحاظ سے مسلمان بہت ہی کمتر اور پست حالی میں تھے۔ مسلمانوں میں بوڑھے، جوان اور بچے اور انصار و مہاجرین کل مل کر تین سو تیرہ مجاہدین اسلام علمِ نبوی کے زیرِ سایہ کفار کے ایک عظیم لشکر سے نبرد آزما تھے۔ سامانِ جنگ کی قلت کا یہ عالم تھا کہ پوری اسلامی فوج میں چھ زہریں اور آٹھ تلواریں تھیں۔ اور کفار کا لشکر تقریباً ایک ہزار نہایت ہی جنگجو اور بہادروں پر مشتمل تھا اور ان بہادروں کے ساتھ ایک سو بہترین گھوڑے، سات سو اونٹ اور قسم قسم کے مہلک ہتھیار تھے۔ اس جنگ میں مسلمانوں کی گھبراہٹ اور بے چینی ایک قدرتی بات تھی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رات بھر جاگ کر خدا عز و جل سے لو لگائے مصروف دعا تھے کہ

”الہی! اگر یہ چند نفوس ہلاک ہو گئے تو پھر قیامت تک روئے زمین پر تیری عبادت کرنے والے نہ رہیں گے۔“

(السيرة النبوية لابن هشام، مناشدة الرسول ربه النصر، ج ۱، ص ۵۵۴، ملخصاً)

دعا مانگتے ہوئے آپ کی چادر مبارک دوشِ انور سے زمین پر گر پڑی اور آپ پر رقت طاری ہو گئی۔ یہاں تک کہ آنسو جاری ہو گئے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ آپ

کے یار غار تھے۔ آپ کو اس طرح بے قرار دیکھ کر اُن کے دل کا سکون و قرار جاتا رہا۔ انہوں نے چادر مبارک کو اٹھا کر آپ کے مقدس کندھے پر ڈال دیا اور آپ کا دست مبارک تھام کر بھرائی ہوئی آواز میں بڑے ادب کے ساتھ عرض کیا کہ حضور اب بس کیجئے۔ اللہ تعالیٰ ضرور اپنا وعدہ پورا فرمائے گا۔ اپنے یار غار صدیق جاں نثار (رضی اللہ عنہ) کی گزارش مان کر آپ نے دعا ختم کر دی اور نہایت اطمینان کے ساتھ پیغمبرانہ لہجے میں یہ فرمایا کہ

سَيَهْزِمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّونَ الدُّبُرَ ﴿٢٧﴾ (پ ۲۷، القمر: ۴۵)

ترجمہ کنزالایمان: اب بھگائی جاتی ہے یہ جماعت اور پٹھیں پھیر دیں گے۔

صبح کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آیات جہاد کی تلاوت فرما کر ایسا ولولہ انگیز وعظ فرمایا کہ مجاہدین کی رگوں میں خون کا قطرہ قطرہ جوش و خروش کا سمندر بن کر طوفانی موجیں مارنے لگا۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بشارت دی کہ اگر صبر کے ساتھ تم مجاہدین میدان جنگ میں ڈٹے رہے تو اللہ تعالیٰ تمہاری مدد کے لئے آسمان سے فرشتوں کی فوج بھیج دے گا۔

چنانچہ پانچ ہزار فرشتوں کی فوج میدان جنگ میں اتر پڑی اور دم زدن میں میدان جنگ کا نقشہ ہی بدل گیا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجاہدین کا جھنڈا اہرا رہے تھے اور حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ انصار کے علمبردار تھے۔ کفار کے ستر آدمی قتل ہو گئے۔ اور ستر گرفتار ہوئے باقی اپنا سارا سامان چھوڑ کر فرار ہو گئے۔ کفار کے مقتولین میں قریش کے بڑے بڑے نامور سردار جو بہادری اور سپہ گری میں یکتائے روزگار تھے۔ ایک ایک کر کے سب موت کے گھاٹ اتار دیئے گئے۔ یہاں تک کہ کفار قریش کی لشکری طاقت ہی فنا ہو گئی۔ مسلمانوں میں کل چودہ خوش نصیبوں کو شہادت کا شرف ملا جن میں چھ مجاہد اور آٹھ انصار تھے اور مسلمانوں کو بے شمار مال غنیمت ملا جو کفار چھوڑ کر فرار ہو گئے تھے۔

اللہ تعالیٰ نے جنگ بدر اور فرشتوں کی فوج کا تذکرہ قرآن مجید میں ان لفظوں کے ساتھ فرمایا کہ

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللَّهُ بِبَدْرٍ وَأَنْتُمْ أَذِلَّةٌ فَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ
تَشْكُرُونَ ﴿١٢٣﴾ اذْثَقُولُ لِلْمُؤْمِنِينَ أَلَنْ يَكْفِيَكُمْ أَنْ يُبَدِّكُمْ رَبُّكُمْ
بِثَلَاثَةِ أَلْفٍ مِنَ الْمَلَائِكَةِ مُنْزَلِينَ ﴿١٢٤﴾ بَلَىٰ إِنْ تَصْبِرُوا وَتَتَّقُوا
وَيَأْتُواكُمْ مِّنْ قَوْمٍ هَٰذَا يُبَدِّدْكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ أَلْفٍ مِنَ الْمَلَائِكَةِ
مُسَوِّمِينَ ﴿١٢٥﴾ وَمَا جَعَلَهُ اللَّهُ إِلَّا بُشْرَىٰ لَكُمْ وَلِتَطْمَئِنَّ قُلُوبُكُمْ بِهِ ۖ وَمَا
النَّصْرُ إِلَّا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ ﴿١٢٦﴾ (پ ۴، آل عمران: ۱۲۳ تا ۱۲۶)

ترجمہ کنزالایمان: اور بیشک اللہ نے بدر میں تمہاری مدد کی جب تم بالکل بے سروسامان
تھے۔ تو اللہ سے ڈرو کہ کہیں تم شکر گزار ہو جب اے محبوب تم مسلمانوں سے فرماتے تھے کیا
تمہیں یہ کافی نہیں کہ تمہارا رب تمہاری مدد کرے تین ہزار فرشتے اتار کر ہاں کیوں نہیں اگر تم
صبر و تقویٰ کرو اور کافرا سی دم تم پر آ پڑیں تو تمہارا رب تمہاری مدد کو پانچ ہزار فرشتے نشان والے
بھیجے گا اور یہ فتح اللہ نے نہ کی مگر تمہاری خوشی کے لئے اور اسی لئے کہ اس سے تمہارے دلوں کو
چین ملے اور مدد نہیں مگر اللہ غالب حکمت والے کے پاس سے۔

درس ہدایت:- جنگ بدر میں مسلمانوں کی تعداد اور سامان جنگ کی قلت کے باوجود فتح
مبین نے مسلمانوں کے قدموں کا بوسہ لیا۔ اس سے یہ سبق ملتا ہے کہ فتح کثرتِ تعداد اور
سامان جنگ کی فراوانی پر موقوف نہیں۔ بلکہ فتح کا دار و مدار نصرتِ خداوندی پر ہے کہ وہ جب
چاہتا ہے تو فرشتوں کی فوج آسمان سے میدانِ جنگ میں اتار کر مسلمانوں کی امداد و نصرت فرما
دیتا ہے اور مسلمان قلتِ تعداد اور سامان جنگ نہ ہونے کے باوجود فتح مند ہو کر کفار کے
شکروں کو تہس نہس کر کے فنا کے گھاٹ اتار دیتا ہے، مگر اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے دو شرطیں
رکھی ہیں، ایک صبر اور دوسرا تقویٰ۔ اگر مسلمان صبر و تقویٰ کے دامن کو تھامے ہوئے خدا کی مدد
پر بھروسہ کر کے جنگ میں اڑ جائیں تو ان شاء اللہ تعالیٰ ہمیشہ اور ہر محاذ پر فتح مبین مسلمانوں

کے قدم چومے گی اور کفار شکست کھا کر راہ فرار اختیار کریں گے یا مسلمانوں کی مار سے فنا ہو کر فی النار ہو جائیں گے۔ بس ضرورت ہے کہ مسلمان صبر و تقویٰ کے ہتھیاروں سے لیس ہو کر خدا کی مدد کا بھروسہ کر کے کفار کے حملوں کا مقابلہ کرنے کے لئے میدان جنگ میں استقامت کا پہاڑ بن کر کھڑے رہیں اور ہر گز ہر گز تعداد کی کمی اور سامان جنگ کی قلت و کثرت کی پرواہ نہ کریں کیونکہ فرمان خداوندی ہے کہ

وَمَا النَّصْرُ إِلَّا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ کہ مدد فرمانے والا تو بس اللہ ہی ہے۔

سچ کہا ہے کہنے والے نے۔

کافر ہو تو تلوار پہ کرتا ہے بھروسا
مومن ہو تو بے تیغ بھی لڑتا ہے سپاہی

{ ۲۰ } سب سے پہلا قاتل و مقتول

روئے زمین پر سب سے پہلا قاتل قابیل اور سب سے پہلا مقتول ہابیل ہے ”قابیل و ہابیل“ یہ دونوں حضرت آدم علیہ السلام کے فرزند ہیں۔ ان دونوں کا واقعہ یہ ہے کہ حضرت حواء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہر حمل میں ایک لڑکا اور ایک لڑکی پیدا ہوتے تھے۔ اور ایک حمل کے لڑکے کے دوسرے حمل کی لڑکی سے نکاح کیا جاتا تھا۔ اس دستور کے مطابق حضرت آدم علیہ السلام نے قابیل کا نکاح ”لیوذا“ سے جو ہابیل کے ساتھ پیدا ہوئی تھی کرنا چاہا۔ مگر قابیل اس پر راضی نہ ہوا کیونکہ اقلیم زیادہ خوبصورت تھی اس لئے وہ اس کا طلب گار ہوا۔

حضرت آدم علیہ السلام نے اس کو سمجھایا کہ اقلیماتیرے ساتھ پیدا ہوئی ہے۔ اس لئے وہ تیری بہن ہے۔ اس کے ساتھ تیرا نکاح نہیں ہو سکتا۔ مگر قابیل اپنی ضد پر اڑا رہا۔ بالآخر حضرت آدم علیہ السلام نے یہ حکم دیا کہ تم دونوں اپنی اپنی قربانیاں خداوند قدوس عزوجل کے دربار میں پیش کرو۔ جس کی قربانی مقبول ہوگی وہی اقلیم کا حق دار ہوگا۔ اس زمانے میں

قربانی کی مقبولیت کی یہ نشانی تھی کہ آسمان سے ایک آگ اتر کر اس کو کھالیا کرتی تھی۔ چنانچہ قاتیل نے گیہوں کی کچھ بالیں اور ہاتیل نے ایک بکری قربانی کے لئے پیش کی۔ آسمانی آگ نے ہاتیل کی قربانی کو کھالیا اور قاتیل کے گیہوں کو چھوڑ دیا۔ اس بات پر قاتیل کے دل میں بغض و حسد پیدا ہو گیا اور اس نے ہاتیل کو قتل کر دینے کی ٹھان لی اور ہاتیل سے کہہ دیا کہ میں تجھ کو قتل کر دوں گا۔ ہاتیل نے کہا کہ قربانی قبول کرنا اللہ تعالیٰ کا کام ہے اور وہ متقی بندوں ہی کی قربانی قبول کرتا ہے۔ اگر تو متقی ہوتا تو ضرور تیری قربانی قبول ہوتی۔ ساتھ ہی ہاتیل نے یہ بھی کہہ دیا کہ اگر تو میرے قتل کے لئے ہاتھ بڑھائے گا تو میں تجھ پر اپنا ہاتھ نہیں اٹھاؤں گا کیونکہ میں اللہ سے ڈرتا ہوں۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ میرا اور تیرا گناہ دونوں تیرے ہی پلے پڑیں اور تو دوزخی ہو جائے کیونکہ بے انصافوں کی یہی سزا ہے۔ آخر قاتیل نے اپنے بھائی ہاتیل کو قتل کر دیا۔ بوقت قتل ہاتیل کی عمر بیس برس کی تھی اور قتل کا یہ حادثہ مکہ مکرمہ میں جبل ثور کے پاس یا جبل حرا کی گھاٹی میں ہوا۔ اور بعض کا قول ہے کہ بصرہ میں جس جگہ مسجد اعظم بنی ہوئی ہے منگل کے دن یہ سانحہ ہوا۔ (واللہ تعالیٰ اعلم)

روایت ہے کہ جب ہاتیل قتل ہو گئے تو سات دنوں تک زمین میں زلزلہ رہا۔ اور وحوش و طیور اور درندوں میں اضطراب اور بے چینی پھیل گئی اور قاتیل جو بہت ہی گورا اور خوبصورت تھا بھائی کا خون بہاتے ہی اس کا چہرہ بالکل کالا اور بدصورت ہو گیا۔ اور حضرت آدم علیہ السلام کو بے حد رنج و قلق ہوا۔ یہاں تک کہ ہاتیل کے رنج و غم میں ایک سو برس تک کبھی آپ کو ہنسی نہیں آئی۔ اور سریانی زبان میں آپ نے ہاتیل کا مرثیہ کہا جس کا عربی اشعار میں ترجمہ یہ ہے

تَغَيَّرَتِ الْبِلَادُ وَمَنْ عَلَيْهَا فَوَجَهُ الْأَرْضِ مُغْبَرٌ قَبِيحٌ

تَغَيَّرَ كُلُّ ذِي لَوْنٍ وَطَعْمٍ وَقَلَّ بِشَاشَةِ الْوُجْهِ الصَّبِيحُ

ترجمہ: تمام شہروں اور اُن کے باشندوں میں تغیر پیدا ہو گیا اور زمین کا چہرہ غبار آلود اور قبیح

ہو گیا۔ ہر رنگ اور مزہ والی چیز بدل گئی اور گورے چہرے کی رونق کم ہو گئی۔

حضرت آدم علیہ السلام نے شدید غضب ناک ہو کر قاتیل کو پھٹکار کر اپنے دربار سے نکال دیا اور وہ بدنصیب اقلیم کو ساتھ لے کر یمن کی سرزمین ”عدن“ میں چلا گیا۔ وہاں ابلیس اس کے پاس آ کر کہنے لگا کہ ہابیل کی قربانی کو آگ نے اس لئے کھالیا کہ وہ آگ کی پوجا کیا کرتا تھا لہذا تو بھی ایک آگ کا مندر بنا کر آگ کی پرستش کیا کر۔ چنانچہ قاتیل پہلا وہ شخص ہے جس نے آگ کی عبادت کی۔ اور یہ روئے زمین پر پہلا شخص ہے جس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی اور سب سے پہلے زمین پر خون ناحق کیا اور یہ پہلا وہ مجرم ہے جو جہنم میں سب سے پہلے ڈالا جائے گا اور حدیث شریف میں ہے کہ روئے زمین پر قیامت تک جو بھی خون ناحق ہوگا قاتیل اس میں حصہ دار ہوگا کیونکہ اسی نے سب سے پہلے قتل کا دستور نکالا اور قاتیل کا انجام یہ ہوا کہ اس کے ایک لڑکے نے جو کہ اندھا تھا اس کو ایک پتھر مار کر قتل کر دیا اور یہ بد بخت نبی زادہ ہونے کے باوجود آگ کی پرستش کرتے ہوئے کفر و شرک کی حالت میں اپنے لڑکے کے ہاتھ سے مارا گیا۔ (روح البیان، ج ۲، ص ۳۷۹، پ ۶، المائدة: ۲۷ تا ۳۰)

ہابیل کے قتل ہو جانے کے پانچ برس بعد حضرت شیث علیہ السلام پیدا ہوئے جب کہ حضرت آدم علیہ السلام کی عمر شریف ایک سو تیس برس کی ہو چکی تھی۔ آپ نے اپنے اس ہونہار فرزند کا نام ”شیث“ رکھا۔ یہ سریانی زبان کا لفظ ہے اور عربی میں اس کے معنی ”ہبة اللہ“ یعنی ”اللہ کا عطیہ“ ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام نے پچاس صحیفے جو آپ پر نازل ہوئے تھے ان سب کی حضرت شیث علیہ السلام کو تعلیم دی اور ان کو اپنا وصی و خلیفہ اور سجادہ نشین بنایا۔ اور ان کی نسل میں خیر و برکت ہونے کی دعائیں مانگیں۔ ہمارے حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم ان ہی حضرت شیث علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں۔

(روح البیان، ج ۲، ص ۳۷۶، پ ۶، المائدة: ۳۰)

اس واقعہ کو قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے اس طرح بیان فرمایا ہے کہ

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ ابْنِ آدَمَ بِالْحَقِّ ۖ إِذْ قَرَّبْنَا بَاقُرَ بَاثًا فَتَقَبَّلَ مِنْ أَحَدِهِمَا
وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْآخَرِ ۚ قَالَ لَا قُتْلُكَ ۚ قَالَ إِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللَّهُ مِنَ
الْمُتَّقِينَ ﴿٢٤﴾ لَئِنْ بَسَطْتَ إِلَيَّ يَدَكَ لِتَقْتُلَنِي مَا أَنَا بِبَاسٍ بِكَ ۖ وَإِلَيْكَ
لَا قُتْلُكَ ۚ إِنِّي أَخَافُ اللَّهَ رَبَّ الْعَالَمِينَ ﴿٢٥﴾ إِنِّي أُرِيدُ أَنْ تَبْثُورَ بِإِثْمِي وَ
إِثْمِكَ فَتَكُونَ مِنَ أَصْحَابِ النَّارِ ۚ وَذَلِكَ جَزَاءُ الظَّالِمِينَ ﴿٢٦﴾ فَطَوَّعَتْ لَهُ
نَفْسُهُ قَتْلَ أَخِيهِ فَفَتَنَهُ فَأَصْبَحَ مِنَ الْخَاسِرِينَ ﴿٢٧﴾ (پ ۶، المائدة: ۲۷ تا ۳۰)

ترجمہ کنزالایمان :- اور انہیں پڑھ کر سناؤ آدم کے دو بیٹوں کی سچی خبر جب دونوں نے ایک
ایک نیاز پیش کی تو ایک کی قبول ہوئی اور دوسرے کی نہ قبول ہوئی۔ بولا قسم ہے میں تجھے قتل
کروں گا۔ کہا اللہ اسی سے قبول کرتا ہے جسے ڈر ہے بیشک اگر تو اپنا ہاتھ مجھ پر بڑھائے گا کہ
مجھے قتل کرے تو میں اپنا ہاتھ تجھ پر نہ بڑھاؤں گا کہ تجھے قتل کروں میں اللہ سے ڈرتا ہوں جو
مالک سارے جہان کا۔ میں تو یہ چاہتا ہوں کہ میرا اور تیرا گناہ دونوں تیرے ہی پہلے پڑے تو تو
دوزخی ہو جائے۔ اور بے انصافوں کی یہی سزا ہے تو اس کے نفس نے اسے بھائی کے قتل کا چاؤ
دلایا تو اسے قتل کر دیا تو رہ گیا نقصان میں۔

درس ہدایت :- اس واقعہ سے چند ہدایتوں کے سبق ملتے ہیں :

﴿۱﴾ دنیا میں سب سے پہلا جو قتل اور خون ناحق ہوا وہ ایک عورت کے معاملہ میں ہوا۔ لہذا
کسی عورت کے فتنہ عشق میں مبتلا ہونے سے خدا کی پناہ مانگنی چاہئے۔

﴿۲﴾ قاتیل نے جذبہ حسد میں گرفتار ہو کر اپنے بھائی کو قتل کر دیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ حسد انسان
کی کتنی بری اور خطرناک قلبی بیماری ہے۔ اسی لئے قرآن مجید میں وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ إِذَا
حَسَدَ ﴿۵﴾ (پ ۳۰، الفلق: ۵) فرما کر حکم دیا گیا کہ حسد کے حسد سے خدا کی پناہ مانگتے رہو۔

- ﴿۳﴾ خون ناحق کتنا بڑا جرم عظیم ہے کہ اس جرم کی وجہ سے ایک نبی علیہ السلام کا فرزند اپنے باپ حضرت آدم علیہ السلام کے دربار سے راندہ درگاہ ہو کر کفر و شرک میں مبتلا ہو کر مر گیا۔ اور قیامت تک ہونے والے ہر خون ناحق میں حصہ دار بن کر عذاب جہنم میں گرفتار رہے گا۔
- ﴿۴﴾ اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص کوئی برا طریقہ ایجاد کرے تو قیامت تک جتنے لوگ اس برے طریقہ پر عمل کریں گے سب کے گناہ میں وہ برابر کا شریک اور حصہ دار بنے گا۔
- ﴿۵﴾ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نیکوں کی اولاد کا نیک ہونا کوئی ضروری نہیں ہے، نیکوں کی اولاد بری بھی ہو سکتی ہے۔ کیونکہ حضرت آدم علیہ السلام خدا کے مقدس نبی اور صفی اللہ ہیں مگر ان کا بیٹا قابیل کتنا خراب ہوا، وہ آپ پڑھ چکے۔ ہمیشہ ہر شخص کو چاہئے کہ فرزند صالح اور نیک اولاد کی دعائیں خدا سے مانگتا رہے۔ (واللہ تعالیٰ اعلم)

مسجد سے محبت کی فضیلت

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان الفت نشان ہے: ”جو مسجد سے الفت (محبت) رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے الفت رکھتا ہے۔“ (طبرانی اوسط، حدیث ۲۳۷۹)

حضرت علامہ عبدالرؤف مناوی علیہ رحمۃ اللہ القوی اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

مسجد سے الفت اس طرح ہے کہ رضائے الہی کے لئے اس میں اعتکاف، نماز، ذکر اللہ، اور شرعی مسائل سیکھنے سیکھانے کے لئے بیٹھے رہنے کی عادت بنانا ہے اور اللہ تعالیٰ کا اس بندے سے محبت کرنا اس طرح ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو اپنے سایہ رحمت میں جگہ عطا فرماتا اور اس کو اپنی حفاظت میں داخل کرتا ہے۔ (فیض القدیر، ج ۶، ص ۱۰۷) (فیضان سنت، ج ۱، ص ۱۲۸۱)

﴿۲۱﴾ مُردہ دفن کرنا کوّے نے سکھایا

جب قابیل نے ہابیل کو قتل کر دیا تو چونکہ اس سے پہلے کوئی آدمی مرا ہی نہیں تھا اس لئے قابیل حیران تھا کہ بھائی کی لاش کو کیا کروں۔ چنانچہ کئی دنوں تک وہ لاش کو اپنی پیٹھ پر لادے پھرا۔ پھر اس نے دیکھا کہ دو کوّے آپس میں لڑے اور ایک نے دوسرے کو مار ڈالا۔ پھر زندہ کوّے نے اپنی چونچ اور پنجوں سے زمین کرید کر ایک گڑھا کھودا اور اس میں مرے ہوئے کوّے کو ڈال کر مٹی سے دبا دیا۔ یہ منظر دیکھ کر قابیل کو معلوم ہوا کہ مردے کی لاش کو زمین میں دفن کرنا چاہئے۔ چنانچہ اُس نے قبر کھود کر اس میں بھائی کی لاش کو دفن کر دیا۔

(مدارک التنزیل، ج ۱، ص ۴۸۶، پ ۶، المائدة: ۳۱)

قرآن مجید نے اس واقعہ کو ان لفظوں میں بیان فرمایا ہے کہ

فَبَعَثَ اللَّهُ غُرَابًا يَبْحَثُ فِي الْأَرْضِ لِيُرِيَهُ كَيْفَ يُوَارِثُ سَوْءَةً
أَخِيهِ ۖ قَالَ يَوْيِلَ لِيَ أَعْجَزْتُ أَنْ أَكُونَ مِثْلَ هَذَا الْغُرَابِ فَأُوَارِثُ
سَوْءَةً أَنَحَى ۖ فَأَصْبَحَ مِنَ النَّادِمِينَ ﴿۳۱﴾ (پ ۶، المائدة: ۳۱)

ترجمہ کنزالایمان:۔ تو اللہ نے ایک کو بھیجا زمین کریدتا کہ اسے دکھائے کیونکر

اپنے بھائی کی لاش چھپائے بولا ہائے خرابی میں اس کوّے جیسا بھی نہ ہو سکا کہ میں اپنے بھائی کی لاش چھپاتا تو پچھتا رہ گیا۔

درس ہدایت:۔ ﴿۱﴾ اس واقعہ سے سبق ملتا ہے کہ آدمی علم سیکھنے میں چھوٹے سے چھوٹے استاد کا یہاں تک کہ کوّے کا بھی محتاج ہے۔

﴿۲﴾ اسی سے معلوم ہوا کہ انسان پر اُس کی دنیاوی زندگی کی راہ میں جب کوئی مشکل درپیش ہو جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ ایسا رحیم و کریم ہے کہ کسی نہ کسی طریقے سے یہاں تک کہ چرندوں اور پرندوں کے ذریعے مشکلات حل کرنے کی راہ دکھا دیتا ہے۔ (واللہ تعالیٰ اعلم)

﴿۲۲﴾ آسمانی دسترخوان

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں نے یہ عرض کیا کہ اے عیسیٰ بن مریم! کیا آپ کا رب یہ کر سکتا ہے کہ وہ آسمان سے ہمارے پاس ایک دسترخوان اتار دے؟ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اس طرح کی نشانیاں طلب کرنے سے اگر تم لوگ مومن ہو تو خدا سے ڈرو۔ یہ سن کر حواریوں نے کہا کہ ہم نشانی طلب کرنے کے لئے یہ سوال نہیں کر رہے ہیں بلکہ ہمارا مقصد یہ ہے کہ ہم شکم سیر ہو کر خوب کھائیں اور ہم کو اچھی طرح آپ کی صداقت کا علم ہو جائے تاکہ ہمارے دلوں کو قرار آ جائے اور ہم اس بات کے گواہ بن جائیں تاکہ بنی اسرائیل کو ہماری شہادت سے یقین اور اطمینان کلی حاصل ہو جائے اور مومنین کا یقین اور بڑھ جائے اور کفار ایمان لائیں۔

﴿۱﴾ حواریوں کی اس درخواست پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بارگاہِ خداوندی میں اس طرح دعا مانگی:

ترجمہ کنزالایمان: اے رب ہمارے! ہم پر آسمان سے ایک خوان اتار کہ وہ ہمارے لیے عید ہو ہمارے اگلے پچھلوں کی اور تیری طرف سے نشانی اور ہمیں رزق دے اور تو سب سے بہتر روزی دینے والا ہے۔ (پ ۷، المائدة: ۱۱۴)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دعا پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ دسترخوان تو اتار دوں گا لیکن اس کے بعد بنی اسرائیل میں سے جو کفر کرے گا میں اس کو ایسا عذاب دوں گا کہ تمام جہان والوں میں سے کسی کو ایسا عذاب نہیں دوں گا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے چند فرشتے ایک دسترخوان لے کر آسمان سے اترے جس میں سات مچھلیاں اور سات روٹیاں تھیں۔

(تفسیر جلالین، ص ۱۱۱، پ ۷، المائدة: ۱۱۵)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ فرشتے دسترخوان میں روٹی اور گوشت

لے کر آسمان سے زمین پر نازل ہوئے اور بعض روایتوں میں یہ بھی آیا ہے کہ تلی ہوئی ایک بہت بڑی مچھلی تھی جس میں کانٹا نہیں تھا اور اس میں سے روغن ٹپک رہا تھا اور اس کے سر کے پاس نمک اور دم کے پاس سرکہ تھا اور اس کے ارد گرد قسم قسم کی سبزیاں تھیں اور پانچ روٹیاں تھیں۔ ایک روٹی کے اوپر روغن زیتون، دوسری پر شہد، تیسری پر گھی، چوتھی پر پنیر، پانچویں پر گوشت کی بوٹیاں تھیں۔ دسترخوان کے ان سامانوں کو دیکھ کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ایک حواری شمعون نے کہا جو تمام حواریوں کا سردار تھا، کہ اے روح اللہ! یہ دسترخوان دنیا کے کھانوں میں سے ہے یا آخرت کے۔ تو آپ نے فرمایا کہ یہ نہ تو دنیا کے کھانوں میں سے ہے نہ آخرت کے بلکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے تمہارے لئے اس کھانے کو ابھی ایجاد فرما کر بھیجا ہے۔ (تفسیر جمل علی الجلالین، ج ۲، ص ۳۰۴، پ ۷، المائدة: ۱۱۵)

پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو حکم دیا کہ خوب شکم سیر ہو کر کھاؤ۔ اور خبردار اس میں کسی قسم کی خیانت نہ کرنا۔ اور کل کے لئے ذخیرہ بنا کر نہ رکھنا۔ مگر بنی اسرائیل نے اس میں خیانت بھی کر ڈالی اور کل کے لئے ذخیرہ بنا کر بھی رکھ لیا۔ اس نافرمانی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کا ان لوگوں پر یہ عذاب آیا کہ یہ لوگ رات کو سوئے تو اچھے خاصے تھے مگر صبح کو اٹھے تو مسخ ہو کر کچھ خنزیر اور کچھ بندر بن گئے پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ان لوگوں کی موت کے لئے دعا مانگی تو تیسرے دن یہ لوگ مرنے کے دن سے نیست و نابود ہو گئے اور کسی کو یہ بھی نہیں معلوم ہوا کہ ان کی لاشوں کو زمین نکل گئی یا اللہ نے ان کو کیا کر دیا۔

(تفسیر جمل علی الجلالین، ج ۲، ص ۳۰۴، پ ۷، المائدة: ۱۱۵)

اللہ تعالیٰ نے اس عجیب اور عظیم الشان واقعہ کا تذکرہ قرآن مجید کی سورہ مائدہ میں فرمایا ہے۔ اور اسی واقعہ کی وجہ سے اس سورہ کا نام ”مائدہ“ رکھا گیا۔ ”مائدہ“ دسترخوان کو کہتے ہیں

قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ اللَّهُمَّ رَبَّنَا أَنْزِلْ عَلَيْنَا مَائِدَةً مِنَ السَّمَاءِ

تَكُونُ لَنَا عِيدًا إِلَّا وَلَنَا وَآخِرِنَا وَآيَةٌ مِنْكَ ۚ وَامْرُؤُفْنَا وَأَنْتَ حَيْرُ
الرَّزَقِينَ ﴿١٣﴾ قَالَ اللَّهُ إِنِّي مُنْزِلُهَا عَلَيْكُمْ ۚ فَمَنْ يَكْفُرْ بَعْدُ مِنْكُمْ فَإِنِّي
أَعَذِّبُهُ عَذَابًا لَّا أَعَذِّبُهُ أَحَدًا مِّنَ الْعَالَمِينَ ﴿١٤﴾ (پ ۷، المائدة: ۱۱۴، ۱۱۵)

ترجمہ کنزالایمان: عیسیٰ بن مریم نے عرض کی اے اللہ اے رب ہمارے ہم پر آسمان سے
ایک خوان اتار کہ وہ ہمارے لئے عید ہو ہمارے اگلے پچھلوں کی اور تیری طرف سے نشانی اور
ہمیں رزق دے اور تو سب سے بہتر روزی دینے والا ہے۔ اللہ نے فرمایا کہ میں اسے تم پر
اتارتا ہوں پھر اب جو تم میں کفر کرے گا تو بے شک میں اسے وہ عذاب دوں گا کہ سارے
جہان میں کسی پر نہ کروں گا۔

درس ہدایت: واقعہ مذکورہ سے بہت سی عبرتیں اور نصیحتیں ملتی ہیں۔ جن میں سے یہ دو سبق
تو بہت ہی واضح ہیں:

﴿۱﴾ حضرات انبیاء علیہم السلام کی مخالفت اور نافرمانی کتنا خوفناک جرم عظیم ہے دیکھ لو! کہ
نبی اسرائیل نے جب اپنے نبی علیہ السلام کی مخالفت و نافرمانی کرتے ہوئے آسمانی دسترخوان
میں خیانت کی اور کل کے لئے ذخیرہ بنا کر رکھ لیا تو عذاب الہی نے ان کو خزیر بندر بنا کر دنیا
سے اس طرح نیست و نابود کر دیا کہ ان کی قبروں کا نشان بھی باقی نہ رہا۔

جو لوگ اللہ و رسول کی امانتوں میں خیانت کرتے ہیں۔ انہیں اس ہولناک عذاب سے
عبرت حاصل کرنی چاہئے اور توبہ کر لینی چاہئے۔ (واللہ تعالیٰ اعلم)

﴿۲﴾ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دعا میں یہ جملہ کہ جس دن دسترخوان نازل ہوگا وہ دن
ہمارے اگلوں اور پچھلوں کے لئے عید کا دن ہوگا۔ اس سے یہ سبق ملتا ہے کہ جس دن قدرت
خداوندی کا کوئی خاص نشان ظاہر ہو، اس دن خوشی منانا اور مسرت و شادمانی کا اظہار کر کے عید
منانا یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مقدس سنت ہے۔

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کی رات اور اس کا دن یقیناً خداوند قدوس کے ایک نشانِ اعظم کے ظہور کی رات اور دن ہے لہذا میلاد النبی ﷺ کی خوشی منانا اور اس تاریخ کو عید میلاد کہنا یقیناً قرآن مجید کی تعلیم کے عین مطابق ہے۔ خوشی منانا، گھروں اور محفلوں کی آرائش کرنا، اچھے اچھے پکوان پکا کر خود بھی کھانا اور دوسروں کو کھلانا یہی سب عید کی نشانیاں، اور عید منانے کے طریقے ہیں جن پر بارہویں شریف کو اہل سنت و جماعت عمل کر کے عید میلاد کی خوشی مناتے ہیں اور جو لوگ اس سے چڑتے ہیں اور اس تاریخ کو اپنے گھرانہ ہیرا رکھتے ہیں، جھاڑو بھی نہیں لگاتے اور میلے کچیلے کپڑے پہن کر منہ لٹکائے پھرتے ہیں اور عید میلاد کی خوشی منانے والوں کو بدعتی کہہ کر پھبتیاں کستے ہیں، انہیں ان کے حال پر چھوڑ دینا چاہئے اور اہل سنت کو چاہئے کہ خوب خوب خوشی منائیں اور کثرت سے میلاد شریف کی مجلس منعقد کریں اور خوب جھوم جھوم کر صلوٰۃ و سلام پڑھیں:

مثل فارس زلزلے ہوں نجد میں ذکر آیات ولادت کیجئے

(حدائق بخشش، حصہ اول ص ۱۴۰)

﴿۲۳﴾ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اعلان توحید

مفسرین کا بیان ہے کہ ”نمرود بن کنعان“ بڑا جابر بادشاہ تھا۔ سب سے پہلے اسی نے تاج شاہی اپنے سر پر رکھا۔ اس سے پہلے کسی بادشاہ نے تاج نہیں پہنا تھا یہ لوگوں سے زبردستی اپنی پرستش کراتا تھا کاہن اور نجومی اس کے دربار میں بکثرت اس کے مقرب تھے۔ نمرود نے ایک رات یہ خواب دیکھا کہ ایک ستارہ نکلا اور اس کی روشنی میں چاند، سورج وغیرہ سارے ستارے بے نور ہو کر رہ گئے۔ کاہنوں اور نجومیوں نے اس خواب کی یہ تعبیر دی کہ ایک فرزند ایسا ہوگا جو تیری بادشاہی کے زوال کا باعث ہوگا۔ یہ سن کر نمرود بے حد پریشان ہو گیا اور اس نے یہ حکم

دے دیا کہ میرے شہر میں جو بچہ پیدا ہو وہ قتل کر دیا جائے۔ اور مرد عورتوں سے جدا رہیں۔ چنانچہ ہزاروں بچے قتل کر دیئے گئے۔ مگر تقدیراتِ الہیہ کو کون ٹال سکتا ہے؟ اسی دوران حضرت ابراہیم علیہ السلام پیدا ہو گئے اور بادشاہ کے خوف سے ان کی والدہ نے شہر سے دور پہاڑ کے ایک غار میں ان کو چھپا دیا اسی غار میں چھپ کر ان کی والدہ روزانہ دودھ پلا دیا کرتی تھیں۔ بعض مفسرین کا قول ہے کہ سات برس کی عمر تک اور بعضوں نے تحریر فرمایا کہ سترہ برس تک آپ اسی غار میں پرورش پاتے رہے۔ (واللہ تعالیٰ اعلم)

(روح البیان، ج ۳، ص ۵۹، پ ۷، الانعام: ۷۵)

اس زمانے میں عام طور پر لوگ ستاروں کی پوجا کیا کرتے تھے۔ ایک رات آپ علیہ السلام نے زہرہ یا مشتری ستارہ کو دیکھا تو قوم کو تو حید کی دعوت دینے کے لئے آپ نے نہایت ہی نفیس اور دل نشین انداز میں لوگوں کے سامنے اس طرح تقریر فرمائی کہ اے لوگو! کیا ستارہ میرا رب ہے؟ پھر جب وہ ستارہ ڈوب گیا تو آپ نے فرمایا کہ ڈوب جانے والوں سے میں محبت نہیں رکھتا۔ پھر اس کے بعد جب چمکتا چاند نکلا تو آپ نے فرمایا کہ کیا یہ میرا رب ہے؟ پھر جب وہ بھی غروب ہو گیا تو آپ نے فرمایا کہ اگر میرا رب مجھے ہدایت نہ فرماتا تو میں بھی نہیں گمراہوں میں سے ہوتا۔ پھر جب چمکتے دھنکے سورج کو دیکھا تو آپ نے فرمایا کہ یہ تو ان سب سے بڑا ہے، کیا یہ میرا رب ہے؟ پھر جب یہ بھی غروب ہو گیا تو آپ نے فرمایا کہ اے میری قوم! میں ان تمام چیزوں سے بیزار ہوں جن کو تم لوگ خدا کا شریک ٹھہراتے ہو۔ اور میں نے اپنی ہستی کو اس ذات کی طرف متوجہ کر لیا ہے جس نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا فرمایا ہے۔ بس میں صرف اسی ایک ذات کا عابد اور پجاری بن گیا ہوں اور میں شرک کرنے والوں میں سے نہیں ہوں۔ پھر ان کی قوم ان سے جھگڑا کرنے لگی تو آپ نے فرمایا کہ تم لوگ مجھ سے خدا کے بارے میں جھگڑتے ہو؟ اس خدا نے تو مجھے ہدایت دی ہے اور میں تمہارے جھوٹے